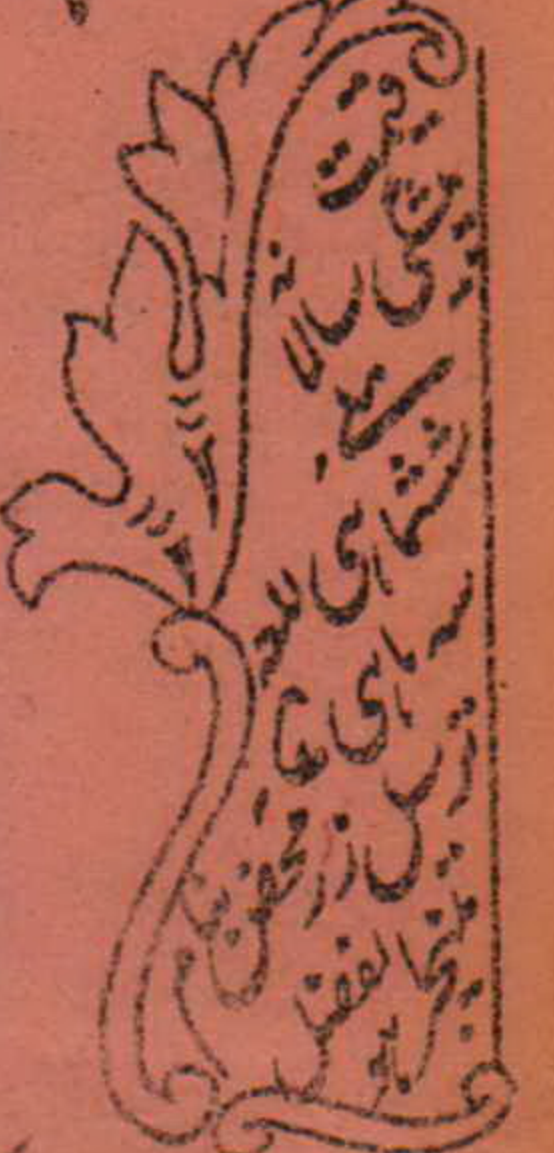




THE ALFAZL QADIAN

الفصل اخبار معراج

فی پرچہ اول
قادیان



جماعت احمدیہ کا مسد آگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت ابیہر الدین مسیح ثانی علیہ السلام نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۸ء شنبہ مطابق ۳۰ رجب ۱۳۴۶ھ جلد ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المنتخب

۲۰ جون ۱۹۲۸ء کا مجوزہ جلد ۱

احمدی خواتین

جس طرح مردوں میں ایک کثیر حصہ مسلمانوں کا اور قریناً سارے غیر مسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کے صحیح حالات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ طبقہ نسوان اس ہادی کاں کی پاک سیرت سے قطعاً بے خبر ہے۔ اور مردوں کی طرح عورتوں کو بھی آپ کے فضائل و احسانات سے واقف کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دریں حالات ضروری ہے۔ کہ مقررہ تاریخ یعنی ۲۰ جون کو عورتوں کے جلسے بھی منعقد کئے جائیں جن میں حضرت امام ایہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق تقریریں کی جائیں۔ مضمون سنائے جائیں۔ اور ہر قوم اور طبقہ کی مستورات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات و فضائل سے واقف کیا جائے۔

ہماری بہنوں کو چاہیے۔ کہ جلد سے جلد حضرت امام اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس غرض کے لئے اپنے نام پیش کر دیں۔ اور حضور کی ہدایات کے ماتحت پوری محنت سے تیاری کر کے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حفاظت کے

۱۰ جنوری کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ ۶ جنوری کا خطبہ جمعہ بہنوں نے مطالعہ کیا ہو گا جس میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ۲۰ جون ۱۹۲۸ء کو ہر طبقہ جلسے کئے جائیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے احسانات پر لیکچر دئے جائیں۔ تاکہ دنیا کو جو اس مقدس انسان کی بے نظیر خوبیوں اور عظیم الشان احسانات سے ناواقف ہے۔ واقف کیا جائے۔ اور دشمنان اسلام جو اس ناواقفیت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کا سدباب کیا جائے حضرت امام ایہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کم سے کم ایک ہزار آدمی اپنے نام پیش کریں جن کو اس کام کے لئے تیار کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایہ اللہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ احمدیہ یونیورسٹی کی کھیلیں عمدگی کے ساتھ اعلیٰ انتظام کے ماتحت ہو رہی ہیں۔ فٹ بال اور رسکشی میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیمیں جیتیں۔ ایک میل کی دوڑ اور والی بال میں مدرسہ احمدیہ کو کامیابی حاصل ہوئی بعض کھیلوں کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لے گئے۔ مستورات کے لئے ہائی سکول کی چھت پر بیٹھ کر کھیلیں دیکھنے کا انتظام تھا۔

۲۰ جنوری نماز جمعہ سے قبل مسجد اقصیٰ میں ایک عیسائی فضل مسیح صاحب جو دہاری وال میں کپوٹا رہتے۔ معہ اہل و عیال جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت شیخ مولانا محمد علیہ السلام شہداء اہل بیت منظلوم

(از مولوی نعمت اللہ خان صاحب گوہری)

ہمد و ست کی شان کا اظہار
اس عبارت میں دیکھ لیں شیار
نثر حسن و جمال کی صورت
نظم عین و دلال کی صورت

ستہنق ہونے پر ہم پر غم نہ ہوتا ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں

یوں تو خدا کے نفس سے ہماری جماعت میں بہت ہی صاحب علم نہیں موجود ہیں۔ جو اس کام کو خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن میرے جیسی کم علم نہیں بھی اگر عزم و استقلال کے ساتھ کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ کرنے ہی سے دنیا میں سب کام ہوتے ہیں۔ نہ کرنے سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کم علمی ذمہ داری سے آزاد نہیں کر دیتی۔ اگر ہم زیادہ نہیں کر سکتیں۔ تو جو کچھ بھی کر سکیں ضرور کرنا چاہیے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات یا خصوص ہمارے کم درجہ جس پر بہت زیادہ ہیں۔ یہ آپ ہی لطف و کرم کا نتیجہ ہے۔ کہ آج دنیا میں ہماری عزت ستار اور ہم بھی انسانیت میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک سمجھی جاتی ہیں۔ پیاری بہنو! ہم اپنے پیارے نبی کی عزت کی حفاظت کے لئے جو کچھ بھی کریں۔ آپ کے احسانات کے مقابلہ میں کم ہی ہوگا۔ اگر ہمارے دلوں میں اپنے پیارے نبی کی محبت ہے۔ اور آپ کی توہین ہمارا دل دکھاتی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم ایسے وقت میں جبکہ دشمنان اسلام آپ کی سفارش و سپرد ذات پر ناپاک حملے کر رہے ہیں۔ خاموش بیٹھی رہیں۔

آئیے۔ ہم اس کام میں عملی حصہ لینے کا مصمم عزم کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے فدائیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہرست میں اپنا نام درج کرادیں۔ خدا تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گا۔ جو حبیب فدائے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوگا۔

میں اس غرض کے لئے اپنا نام حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کر چکی ہوں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ ہماری تمام بنیوں پورے جوش کے ساتھ اس کام میں شریک ہوں گی۔ اگر ہم نے اس کام کو خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہماری جماعت کا ایک زریں کار نامہ ہوگا۔ عاجزہ زکیہ خاتون از مولانا مفتاح۔ محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ نے جو تحریک خواتین کے متعلق کی ہے۔ بہت مبارک ہے۔ ہر عورت کی احمدی خواتین کو اپنے اپنے ہاں ۲۰ جون کو زمانہ جلسہ عقدا کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح بیان کرنے کا ضرور انتظام کرنا چاہیے۔ اس کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ غلطی اللہ و اسد اس بار میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ہایا۔

یہ عہد کرتا ہوں صدق دل سے۔ میں ہاتھ پر اپنے میرزا کے کہ جب ملک و دم میں دم ہے میرے میں شرک سے مجتنب رہونگا بڑی نظر چھوٹ اور زلت سے۔ فحور و فسق اور ہر خطا سے بچوں گا میں ظلم اور جفا سے کہی بغاوت نہیں کروں گا نہ ہوں گا مغلوب ہرگز اس سے۔ جو یہ بدی پر لکھے ابھاسے ہوں نفس امارہ حملہ آور۔ تو اس کی چھاتی پہ میں چڑھوں گا بڑھوں گا خلاص سے نمازیں۔ سحر کو مانگوں گا میں فرادیں درود پڑھوں پڑھوں پڑھوں کے مستطی رہیں طالب مغفرت رہوں گا بیاد احسان رہت کعبہ۔ جیوں گے نام اس کا ہمیشہ سیراب آپ احمد۔ کشتی ال کو رکھا کروں گا زباں سے اور ہاتھ سے نہ دوں گا کبھی میں خلق خدا کو ایذا جو میں مسلمان بھول کر بھی کبھی نہ ان سے بدی کروں گا ہو رنج و کلفت کہ نیر و راحت۔ ہو تو ذلت کہ تخت عزت رہوں گا راضی قضا پر اس کی کبھی نہ اس راہ سے ہٹوں گا رہوں گا طیار زرہ میں اس کی میں جھیلنے کو ہر ایک شولی اٹھیں گی آندھی مصیبتوں کی۔ میں اور خلاص میں بڑھوں گا نہ اتباع رسوم ہوگی۔ نہ کچھ ہواؤ ہوس سے رشتہ۔ میں اور قرآن کی حکومت۔ اسی کے سائے میں میں جیوں گا پس از کلام خدا۔ خدا کے نبی نے جو کچھ کہا زباں سے بناؤں گا خضر راہ اس کو۔ اسی کے فرمان پر چلوں گا نہ آئیگی نام کو رعونت۔ نہ دل میں میرے غرور و نخوت فرد تنی۔ خوشخونی حلیمہ سے عمر اپنی گزار دوں گا جو شے ہے سب سے عزیز و بلند ہو جان و عزت کہ مال و فرزند فدائے دین متین کر کے جنگ میں اس کی بسا رہوں گا جو طاعتیں حق نے مجھ کو بخشیں۔ جو نعمتیں اپنے فضل سے دیں وہ نوع انساں پہ کر کے قرباں معین خلق خدا رہوں گا بالآخر اے میرے پیارے آقا۔ یہ مجھ میں اور تجھ میں عقدا ہوگا کہ تیرے ارشاد پر ہمیشہ۔ سیر اطاعت کو خم کروں گا نہ بعد تیرے کسی رشتہ۔ نہ بن تیرے ہو گا کوئی مولے کسی کی ہوگی نہ مجھ کو بردا۔ میں تیری الفت کا دم بھر دوں گا مولوی نعمت اللہ خان صاحب گوہری۔ اے قادیان نے نظم خوب صورت قطع شکل میں بھی شائع کی ہے۔ اجاب ہر من محصول

چھوٹا سا ہے اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء

کانگریس کی قرارداد و مفہمیت

ہندو ایک عرصہ سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان سے جدا گانہ نیابت کے طریق کو مسوخ کر کے مشترکہ اور مخلوط انتخابی راج کر لیں۔ اس کوشش اور مطالبہ کے لئے وہ خواہ کتنے ہی فلسفیانہ دلائل پیش کریں۔ مگر باریک دماغ اور حقیقت بین اصحاب اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ اس کی تلامی ایک عظیم سازش کام کر رہی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی من حیثہ القوم علیحدہ ہوتی نہ رہے۔ اور ہندو اپنے اس اثر و رسوخ سے جو دانشمند اور مالدار ہونے کی وجہ سے ان کو غریب مسلمانوں کے کشیر طبقہ پر حاصل ہے۔ کام لیتے ہوئے تمام کونسلوں اور ملکی کانسیٹیویشنز پر قبضہ کریں۔

اس خطرہ کو دیکھتے ہوئے ہندو مسلمانوں کا مطالبہ ہے۔ کہ جب تک مسلمان اقتصادی اور تعلیمی لحاظ سے غیر اقوام کے ہم پلہ نہ ہو جائیں۔ اور جب تک ان میں رائے کی قدر قیمت کا ذمہ دار نہ احساس رکھنے کی اہلیت نہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک، اصول جدا گانہ نیابت کو برقرار رکھا جائے۔ ہندو اپنے اس مقصد میں کامیابی کے لئے ہمیشہ کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں ان کے کئی ایک لیڈر ہر سال دلالت جاکر ذمہ دار ممبران پارلیمنٹ اور ولایت کی پبلک کو اپنا ہم خیال بنانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے اب اس آواز کو کانگریس کے پلیٹ فارم سے بلند کیا ہے۔ اور ایک مرتبہ پھر اس خواہش کی تکیں کے لئے باقاعدہ جدوجہد شروع کر دی ہے۔ اور کہنا چاہئے کہ یہ کوشش اور جدوجہد پہلی تمام کوششوں سے زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ کیونکہ اس میں بعض ایسے اشخاص بھی ان کے ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کے لیڈر اور ان کے ہی خواہہ ہمدرد ظاہر کرتے ہیں۔ ان اصحاب کو اس بات کا ذرہ بھی خیال نہیں آیا۔ کہ اس طرز سے مسلمانوں کو من حیث القوم کس قدر نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے مسلمانوں کی غلط نمائندگی کرتے ہوئے ہندوؤں سے اس امر میں اتفاق کر لیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مشترکہ انتخاب کا طریق راج کیا جائے

حالانکہ وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ مسلمانوں کی ہرجا اور ہر فرقہ جدا گانہ نیابت کی ضرورت و اہمیت کا احساس کر رہا ہے۔ اور موجودہ حالات میں کسی قیمت پر بھی اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ ان لوگوں نے قوم کا آزاد خیالات کی مطلقاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور اسلامی مفاد کو پیوند زمین کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم مسلمانان ہند کو بالعموم اور مسلمانان پنجاب کو بالخصوص توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ پورے زور کے ساتھ اس قرارداد کی مخالفت کریں۔ اور ان لیڈروں کے فیصلہ کو ہرگز قبول نہ کریں۔ جو ہندوؤں کو خوش کرنے کیلئے مسلمانوں کو مخلوط انتخاب کے ذریعہ پر قربان کر رہے ہیں۔ اس قرارداد کا مسلمانان پنجاب کی اکثریت پر نہایت برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ اگر اسے قبول کر لیا گیا۔ تو پنجاب میں مسلم اکثریت کے تباہ اور فنا ہونے میں کوئی شبہ نہ رہ جائے گا۔ اس قرارداد کی یہ دو شقیں خاص طور پر ایسی ہیں۔ جن کے متعلق مسلمانان پنجاب کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

”دوسرے صوبوں کی اقلیتوں یعنی مسلمانوں کو زائد از استحقاق نیابت دینے کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ باہمی سمجھوتہ سے پنجاب کی اقلیتوں یعنی ہندوؤں اور عیسائیوں کو مسلمان مراعات دیں“

پنجاب میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے گا

پہلی شق کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ صوبجات متحدہ یو۔ پی اور دیگر صوبجات میں جہاں ان کی آبادی نہایت ہی قلیل ہے۔ ان کو کچھ زائد از آبادی حقوق دئے جائیں۔ تو اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ پنجاب کے مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کو خاص مراعات دیں۔

لیکن اس میں قابل غور امر یہ ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو صرف پانچ فیصدی اکثریت حاصل ہے۔ اور اگر دیگر صوبجات کے مسلمانوں کا معاملہ پنجاب سے ادا کیا جائے۔ تو پنجابوں کے لئے خود کچھ نہ رہے گا۔ اگر صوبہ سرحد یا بلوچستان کے متعلق یہ فیصلہ کیا جاتا۔ کہ نفاذ اصلاحات کے بعد وہاں کے ہندوؤں کو اسی طرح خاص حقوق مسلمانوں کی طرف سے دئے جائیں۔ جس طرح ان صوبوں میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو دئے جائیں گے۔ جہاں مسلمان بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ مثلاً یو۔ پی۔ مدراس اور بمبئی میں تو یہ ایک معقول بات ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں کی معقول اکثریت ہے۔ مگر پنجاب کے متعلق جہاں مسلمانوں کو صرف پانچ فیصدی اکثریت حاصل ہے۔ ایسا فیصلہ کرنے کا مفہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ

پنجاب کے جو اسلامی دنیا میں ایک خاص رتبہ رکھنے کی وجہ سے ہندوؤں کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹکتا ہے۔ کمزور کیا جائے۔ اور یہاں کی اسلامی اکثریت کو مٹا دیا جائے۔ پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کو مراعات دینے پر ہی یہ منصفانہ کارروائی ختم نہیں ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کے بعد جو کچھ مسلمانوں کے پاس بچے گا۔ اسے چھیننے کے لئے مزید انتظام اس قرارداد کی حسب ذیل چوتھی شق سے کیا گیا ہے۔

پنجاب میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے گا

یہ بات نہایت ہی حیرتناک ہے۔ کہ باہمی کھان پان رشتہ داروں اور دیگر معاملات میں گو سکھ اور ہندوؤں میں قومی تمیز نہیں سمجھی جاتی۔ اور آریوں کی طرف سے سکھوں کو ہندو جاتی کا جزو ثابت کرنے کے لئے ایٹری چوٹی کا زور صرف کیا جاتا ہے۔ مگر جب تقسیم حقوق کا سوال آتا ہے۔ تو ہندو اور سکھ دو علیحدہ علیحدہ ہستیاں قرار دی جاتی ہیں۔ اور سکھوں کو پنجاب کی اہم ترین اقلیت قرار دیکر ان کی نمائندگی کے لئے خاص انتظام ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ مسلم رہنماؤں کو اس بات کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں ہوتا۔ اور نہایت

فراخالی سے ہندوؤں کی چالوں پر ہر تصدیق مثبت کر دیتے ہیں۔ جن کے مدنظر اول تو یہ بات ہے۔ کہ اگر مسلمانان پنجاب اپنی قلیل اکثریت کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ تو اس پہانہ سے دیگر صوبجات کے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کیا جاسکے اور اس طرح ان صوبوں کے مسلمان پنجاب کے مسلمانوں سے ناراض ہو کر ان کے مخالف ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسلمان سکھوں کو زائد نیابت دینے سے انکار کریں۔ جیسا کہ ان کو یقین ہے۔ کہ وہ ضرور کریں گے۔ تو پنجاب کے سکھ پنجاب کے مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھ لیں۔ اور اپنی قومی ترقی کی راہ میں حائل سمجھ کر ان کو کچلنے کے لئے ہندوؤں کے ساتھ تعاون کر سکیں۔ اندر میں حالات مسلمانان پنجاب کا اہم فرس ہے۔ کہ وہ کانگریس کی اس قرارداد و مفہمیت کو ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اتنا گہرا گونہا کھو دیا گیا ہے۔ کہ اگر مسلمان ایک دفعہ اس میں گر گئے۔ تو پھر اس میں سے ان کا کھٹنا ناممکن ہو جائیگا۔ مسلمانوں کو اس وقت سچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اگر انہوں نے غلط مشورہ کا فکاہ ہو کر مخلوط انتخاب کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ تو اس کا بہت خطرناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

پنجاب میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے گا

آریوں کا ایک اشتغال گیز پمفلٹ

آریوں کی تاریخ اس امر پر شاہد ناظر ہے کہ دوسروں کی دلآزاری اس قوم کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور جب تک یہ لوگ کسی بزرگ یا خدا کے فرستادہ کی توہین نہ کریں۔ انہیں چین نہیں آندہ معدوم ہوتا ہے کہ اس غرض کے لئے آریہ سماج نے خاص انتظام کر رکھا ہے۔ آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کی دلآزاری تو اس قدر نمایاں ہے کہ اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح وہ بدقسمت لوگ جن کو شورور یا اچھوت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ان کے ہاتھ سے نالاں ہیں۔ اب سکھ اخبار شیر پنجاب (۸ جنوری) لکھتا ہے۔

آریوں نے سکھوں کو بھی اپنے اس طرز عمل کا تختہ مشق بنانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک گورکھی پمفلٹ موسومہ ہندو اور سکھ" شائع کیا گیا ہے۔ جس میں یہاں تک لکھا ہے کہ

"شری گوردانگ دیو جی کے سر پر چوٹی تھی" (شیر پنجاب ۸ جنوری)

معاصر شیر پنجاب نے بجا طور پر اس پر سخت غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے ایک نوٹ بعنوان "ایک نہایت اشتغال گیز پمفلٹ" شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"یہ پمفلٹ ہندوؤں اور سکھوں میں دشمنی اور عناد کی آگ بھڑکا دینے کا موجب ثابت ہوگا"

نی الواقعہ جس پمفلٹ میں حضرت بابا نانک جی نے

ایسے موعدا در خدا پرست کے متعلق یہ لکھا ہو کہ ان کے سر پر چوٹی تھی۔ جو کہ بت پرست اور شرک ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے اشتغال انگیز ہونے میں کسی شک ہو سکتا ہے۔ اور اس پر جس قدر بھی طم و غصہ کا اظہار کیا جائے ہم چونکہ حضرت گوردانگ کو ایک واجب الاحترام بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے بھی مذکورہ بالا پمفلٹ کے الفاظ کچھ کم دلآزار اور تکلیف دہ نہیں۔ اور ہم آریہ دوستوں سے گوارا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مشیرہ مناظرے انگیزی ترک کریں اور مقدس لوگوں کی توہین کا ارتکاب کر کے اپنی اخلاقی گراؤ کا روز بروز زیادہ ثبوت نہ دیں۔

سوامی شرمہا نند کا نوڈلی میٹن مان

معدوم ہوا ہے۔ دہلی یونیورسٹی میں یہ تحریک پیش ہونے والی ہے کہ سوامی شرمہا نند کا نوڈلی میٹن مان میں آویزاں کیا جائے۔

شرمہا نند جی کوئی توحمی ہمیر نہیں تھے۔ اور نہ انہوں نے ہندوستان کی متحدہ قومیت کے لئے کوئی کام کیا۔ بلکہ اس کے برعکس تحریک شدھی کے جو اپنے غیر معقول اور ناپسندیدہ طرز کی وجہ سے سخت فتنہ کا باعث بنی۔ بانی تھے۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک آپ کو کوئی توحمی رتبہ حاصل نہیں پس ایسے شخص کا فوٹو ایک پبلک ہال میں آویزاں کیا جاتا اخلاقی انصاف ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ کی موت چونکہ ایک خاص رنگ میں واقع ہوئی ہے۔ اور باوجودیکہ آپ کا قتل انفرادی فعل تھا۔ جس سے تمام مسلمانوں نے نفرت کا اظہار کیا۔ مگر پھر بھی اسکو تمام مسلمانوں کے سر اس لئے تھوپ دیا گیا۔ کہ اس طرح آپ کی وفات ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے مناظرے اور عداوت کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ پس ایک پبلک ہال میں آپ کا فوٹو یقیناً ابدی مناظرے کا موجب ہوگا۔ جسے دیکھ کر فطرتی طور پر ہندوؤں کے دل مسلمانوں کی طرف سے رنجیدہ ہوں گے۔ اور مسلمان جائز طور پر آپ کی تصویر کو دیکھ کر اور یہ یاد کر کے کہ آپ ہی فساد انگیز طریق پر شدھی کا علم بلند کر کے ہندوستان میں فساد برپا کرنے کا موجب ہوئے تھے۔ ہندوؤں سے کبیدہ رہینگے۔ پس اس فوٹو کا وجود مناظرے انگیزی کا ایک مستقل ذریعہ ثابت ہوگا۔ کلکتہ میونسپلٹی اس سے قبل مرزا پارک کے نام کو شرمہا نند پارک سے تبدیل کرنے میں اسی قسم کی غلطی کا ارتکاب کر چکی ہے۔ اور اگر وہلی میونسپلٹی نے بھی اس طرز قدم اٹھایا۔ تو یہ ایک انسوناک امر ہوگا۔ ہم ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں سے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ بڑے زور سے اس تجویز کی مخالفت کریں۔ چونکہ شرمہا نند صاحب شخص ایک ہندو لیڈر تھے۔ اور آپ کو ہندوستانی لیڈر نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے ایسی پبلک عزت افزائی کے بھی آپ مستحق نہیں ہو سکتے۔

میں ہے۔ آگ کی نذر کر دیتی۔ اور اس طرح ساری قوم کو ہم سچے کارروائی کرنے کی ترغیب دیتی تو یہ تو کچھ جواب کہنا سکتا تھا۔ اگرچہ تقرری کے مفہوم کا یہ بھی کافی ودانی جواب نہیں تھا۔ (ملاپ ۱۲ جنوری)

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اگر کانگریس کا پاس کردہ ریزولوشن قابل تضحیک ہے۔ تو گاندھی جی کی اس تجویز کو کیا کہنا چاہیے۔ اپنے ملوکہ پارچاٹ کو نذر آتش کر دینے کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نقصان مایہ اور دیگر شہادت ہمسایہ باقی رہا یہ سوال۔ کہ حکومت برطانیہ اس کارروائی سے مرعوب ہو کر ہندوستانیوں کی منشا کے مطابق کمیشن کی ترتیب و تدوین کرے گی۔ یا اس سے بڑھ کر حکومت خود اختیاری عطا کر دیگی۔ سوائے اس کے تجویز تحریک عدم تعاون کے ایام میں کافی ہو چکا ہے۔ اور غریب ہندوستانی جن کو تن بدن دکھانے اور پیٹ بھرنے کے لئے سخت سے سخت محنت کرنی پرتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے بدیشی پارچاٹ اسی خوش آئند خیال کی نذر کر چکے ہیں۔ مگر اس کے صلہ میں جو کچھ انہیں حاصل ہوا ہے۔ اس سے خود گاندھی جی بھی واقف نہیں۔ گاندھی جی کو چاہیے کہ ہندوستان کی حالت پر جو کہ ایک نہایت ہی غریب ملک ہے۔ رحم کریں۔ اور ایسی کھنکھناتی تحریکات سے احتراز کریں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ اپنی تجاویز کی ناکامی دیکھ چکے ہیں۔

گاندھی جی اور شاہی کمیشن

دراں کانگریس نے شاہی کمیشن کے خلاف ریزولوشن پاس کیا ہے۔ اسے گاندھی جی کمیشن کے تقرر کا کافی اور مناسب جواب نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کے متعلق آپ کا خیال ہے۔ کہ "کانگریس سال بسال اس قسم کے ریزولوشن پاس کرتے اپنی تضحیک کرتی ہے" (ملاپ ۱۲ جنوری)

کانگریس کے ریزولوشن کو ناکافی اور نامناسب جواب قرار دینے کے بعد آپ فرماتے ہیں۔

"کانگریس سارے بدیشی پارچے کو جو کہ قبضہ

کیا شرمہا نند ضروری ہے

بنگال کے ایک پولیٹیکل نظر بند مشر جو گیش چندر نے حکومت ورجا کی تھی کہ انہیں اپنے والد کا شرمہا نند کی اجازت دجائے لیکن گورنمنٹ کے جواب میں کہا کہ ایک ہندو کیلئے شرمہا نند کی رسم ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں یہ معلوم کرنا موجب دلچسپی ہوگا کہ گورنمنٹ کو کس شخص نے بتلایا ہے کہ ہندوؤں کیلئے شرمہا نند کی رسم ادا کرنا ضروری ہے۔ کوئی ہندو ایسے بیہودہ بات نہیں کہہ سکتا۔ (جو اب عمارت لائل پورہ) مذکورہ بالا الفاظ سے صاف عیاں ہے۔ کہ بندے ماترم کے خیال میں شرمہا نند کی رسم ہندوؤں کے لئے ضروری ہے۔ اور کوئی ہندو اس کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اور اگر دیگا۔ تو وہ بیہودہ بات ہوگی۔ گورنمنٹ ماترم کو گورنمنٹ کے متعلق جس بات کو معلوم کرنا چاہیے اس کا اظہار کیا ہے۔ اس کیلئے اس کو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں اس کا اظہار لائل پورہ میں ۱۴ دسمبر کی اشاعت میں باپری الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ہندو منگل کی رات لگائے والے ہندو سدھار کے دعویدار اور ایسے ایسے ہندوؤں کے بازو کہ ان سے روپیہ بٹورنے والے آریہ سماجی لوگوں کو دیکھ کر تیار نہیں۔ کہ ایک ہندو کیلئے شرمہا نند کی رسم ادا کرنا ضروری نہیں۔ اسی تیار کیا نہیں۔ لکھ کر دے چکے ہیں۔

میں ہے۔ آگ کی نذر کر دیتی۔ اور اس طرح ساری قوم کو ہم سچے کارروائی کرنے کی ترغیب دیتی تو یہ تو کچھ جواب کہنا سکتا تھا۔ اگرچہ تقرری کے مفہوم کا یہ بھی کافی ودانی جواب نہیں تھا۔ (ملاپ ۱۲ جنوری)

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اگر کانگریس کا پاس کردہ ریزولوشن قابل تضحیک ہے۔ تو گاندھی جی کی اس تجویز کو کیا کہنا چاہیے۔ اپنے ملوکہ پارچاٹ کو نذر آتش کر دینے کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نقصان مایہ اور دیگر شہادت ہمسایہ باقی رہا یہ سوال۔ کہ حکومت برطانیہ اس کارروائی سے مرعوب ہو کر ہندوستانیوں کی منشا کے مطابق کمیشن کی ترتیب و تدوین کرے گی۔ یا اس سے بڑھ کر حکومت خود اختیاری عطا کر دیگی۔ سوائے اس کے تجویز تحریک عدم تعاون کے ایام میں کافی ہو چکا ہے۔ اور غریب ہندوستانی جن کو تن بدن دکھانے اور پیٹ بھرنے کے لئے سخت سے سخت محنت کرنی پرتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے بدیشی پارچاٹ اسی خوش آئند خیال کی نذر کر چکے ہیں۔ مگر اس کے صلہ میں جو کچھ انہیں حاصل ہوا ہے۔ اس سے خود گاندھی جی بھی واقف نہیں۔ گاندھی جی کو چاہیے کہ ہندوستان کی حالت پر جو کہ ایک نہایت ہی غریب ملک ہے۔ رحم کریں۔ اور ایسی کھنکھناتی تحریکات سے احتراز کریں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ اپنی تجاویز کی ناکامی دیکھ چکے ہیں۔

مرشد صادق

(از جناب مفتی محمد صادق صاحب)

(گذشتہ سے پوستر)

سات سال کے بعد کا نظارہ | جیسا کہ گذشتہ مضمون سے ہے۔ وہ قریباً ابتدا ہی کا وقت تھا۔ جب کہ عاجز صاحب انکلم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ تعالیٰ ولایت گیا۔ اور وہی پر آکر جو میں نے قادیان کو دیکھا۔ تو خلافت ثانیہ کی برکات اور ترقیات ایسی دامن دکھائی دیتی تھیں۔ جیسا کہ آسمان پر روشن سورج چمک رہا ہوتا ہے۔ اور کوئی بادل یا گرد یا گھبراہٹ کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپائے جوئے نہیں ہوتا کیونکہ یہ سنت الہیہ ہے۔ کہ جیسا کہ سورج بعض دفعہ بادلوں کے اندر چھپ جاتا ہے۔ ایسا ہی خدا کے پیاروں پر بھی بعض ابتلا آتے ہیں۔ جن سے نادان لوگوں کی آنکھیں دھوکہ کھا کر یہ خیال کرنے لگ جاتی ہیں۔ کہ سورج میں چمک نہیں رہی۔ مگر یہ گرد و غبار صرف بعض لوگوں کے ابتلا۔ اصطفا یا ہلاکت کا موجب ہی ہوتا ہے۔ جو جلد دور ہو جاتا ہے۔ اور اہل زمین پھر سورج کی روشنی سے پہلے کی طرح متمتع ہونے لگ جاتے ہیں۔ ایسے واقعات تمام انبیاء کی زندگیوں میں ہوتے رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہوتے رہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ کی زندگی میں بھی ہوئے۔ اور اسی سنت اللہ کے مطابق ضرور ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کی زندگی میں بھی ہوں۔ لیکن میں جس امر کی طرف ناظرین اخبار کو اس وقت متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ کسی جماعت کے ایک حقیقی راہنما اور سلسلہ حقہ کے صادق امام اور مسیح موعود کے صحیح جانشین ہونے کے واسطے جن نشانات اور برکات کا کسی وجود میں ہونا لازمی ہے۔ وہ نشانات اگرچہ ہمیشہ سے حضرت خلیفہ ثانی اید اللہ میں تھے۔ لیکن اب وہ بہت ہی نمایاں ہو گئے ہیں۔ میں ان سب کی تفصیل اس مضمون میں درج نہیں کر سکتا۔ ان کے بیان کے واسطے ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ لیکن اختصاراً ان میں سے بعض کی صرف فرست درج کر دیتا ہوں۔

تفسیر قرآن

استاذی حضرت مولوی حافظ حاجی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی تفسیر دیکھنے اور تفسیر کرنے میں گزری۔ فرمایا کرتے تھے

کہ میں تو مرزا کا عاشق ہوں ان لطیف اور لطیفانہ نکات معرفت کے سبب جو وہ قرآن شریف کی آیات سے بیان کرتا ہے۔ حضرت صاحب اپنے بھولے سے ہونہ سے قرآن شریف کی کسی ایک آیت یا فقرے کی اچانک ایک ایسی لطیف تفسیر بیان کر دیتے ہیں۔ کہ مجھے ہوش آتا ہے۔ کہ اپنے تمام کتب خانے کو جلا دوں۔ کہ وہ سارے کتب خانے اور میری عمر بھر کی محنت مجھے اس آیت کی وہ تفسیر نہیں دی سکی۔ جو آج حضرت صاحب (رحمہ اللہ) نے اس سادگی اور بے تکلفی سے بیان کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا یفسد فی الاصل من عند اللہ۔ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی قرآن شریف کے حقیقی معارف کو نہیں پکتا اسی منہاج پر ہم نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو شناخت کیا۔ اور اسی منہاج پر حضرت خلیفہ اول کی شان نمایاں تھی۔ اور اسی منہاج پر آج ہم حضرت خلیفہ ثانی اید اللہ کو پرکھ سکتے ہیں۔ پہلی تفسیر اور پہلے بزرگوں کے اقوال کی بنا پر محنت کر کے ایک نئی تفسیر طیار کر لینا بھی قابل قدر ہے۔ قرآن شریف کی ہر ایک خدمت جو کوئی کرے۔ ہم اس کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیے۔ کہ آج دنیا میں وہ کون شخص ہے۔ جس نے قرآن شریف کے حقائق و معانی کے نئے نکات اور تفسیر اس کثرت سے بیان کئے ہوں جن سے ظاہر ہو۔ کہ اللہ کی کلام کے سمجھنے اور الہی قرب کے مقامات کے حاصل کرنے میں یہ شخص اپنے پر اللہ پاک کے خاص فضلوں کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ تقدس وجود اس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ آپ کی کتب اور خطبات اور مضامین جو وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں۔ ایسے معارف قرآنی سے پر ہیں۔ پس جو چاہے اس پر غور کرے۔ اور اپنے ایمان کو بڑھائے۔ لا ینسہ اللہ الا للذکر

قبولیت دعاء

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کے نشانات میں سے ایک ان کا مستجاب الدعوات ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور ان کی دعائے اور توجہ سے دوسرے لوگوں کی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس امر کو اپنی صداقت میں پیش فرمایا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ایسی تاریکی کے زمانہ میں جب کہ حق اور باطل میں تمیز مشکل ہو رہی ہو۔ اور کثرت مخلوق اپنی کو رباطنی کے سبب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے انکار کی طرف مارل ہو۔ ایسے وقت میں ایسا وجود نہایت ہی غنیمت ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے پاک تعلقات قائم کر کے عام مخلوق الہی کے

واسطے ایک الہی امداد کا موجب بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں کثرت سے ایسے واقعات ہوئے۔ کہ ایسے اشخاص جو اپنی کسی مراد کے حاصل کرنے میں ظاہر حالات کے لحاظ سے بالکل ناامید ہو چکے تھے۔ جب انہوں نے حضرت صاحب سے دعا کرائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضور کی دعا کو ان کے حق میں قبول فرمایا۔ اور ان کی مشکل حل ہو گئی۔ کسی ایک ایسے بیمار جن کو ڈاکٹروں جلیکوں نے بالکل جواب دیدیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا اور توجہ سے بالکل شفا یاب ہو گئے ایک دفعہ بیاس کا دریا ایسی طغیانی میں بڑھتا چلا آتا تھا کہ قریب کے گاؤں کے لوگوں کو بالکل تباہ ہو جانے کا خوف ہو گیا تھا۔ ایسے وقت میں وہاں کے لوگ حضرت صاحب کے پاس دعا کے واسطے پہنچے۔ اور حضرت صاحب سے دعا کر لیتے تھے۔ بعد جب وہ اپنی جگہ پر گئے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ اس وقت سے جب کہ حضرت صاحب نے دعا کی تھی۔ دریا پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا۔ اور ساری بستی تباہی سے بچ گئی۔ بعض دوستوں کے ایسے حالات معلوم ہیں۔ کہ کسی سرکاری عہدہ کے حاصل کرنے کی انہیں خواہش تھی۔ لیکن بموجب قواعد وہ اپنے آپ کو اس کے ناقابل سمجھ کر اس کے لئے کوشاں نہیں ہوتے تھے۔ لیکن حضرت صاحب کے اصرار سے کزنم کوشش کرو میں دعا کر ڈاگا۔ جب انہوں نے کوشش کی۔ تو خارق عادت طور پر ان کی کامیابی کے واسطے ایسے سالان پیدا ہوئے۔ کہ خود حکام نے بھی انہیں کہا۔ کہ آپ کی کامیابی محض آپکی خوش قسمتی پر منحصر ہے۔ ورنہ اس میں ہمارا بھی آپ پر کوئی احسان نہیں۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ اس معاملہ میں یہ ہے۔ کہ امریکہ سے بھی اگر کسی بیماری یا مشکل کے وقت حضرت خلیفہ ثانی اید اللہ کے حضور میں کوئی خط لکھتا تھا۔ یا تار دیتا تھا۔ تو اس خط یا تار کے روانہ ہونے کے وقت سے ہی مجھے صحت ہونی شروع ہو جاتی تھی۔ غرض خلیفہ وقت کے وجود میں قبولیت دعا کا ایک ایسا نشان اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔ جو نہ صرف خلافت راشدہ کی صداقت کا بلکہ صداقت احمدیت اور صداقت اسلام کا ایک بین اور زندہ ثبوت ہے۔ کیونکہ کوئی دوسرا شخص کسی فرستے کا یا مذہب کا اس معاملہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ترقی جماعت

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے۔ کہ آپ ایک ایسی پاک جماعت بنائیں۔ جو آپ کے ہدایات اور ارشادات کے ماتحت ایک نیک زندگی بسر کر کے اور دین اسلام کی نشانی کے کام میں ایک خاص حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی ہو۔ اور خدا کی برکات و جماعت کملائے۔ اور ظاہر ہے کہ خلیفہ وقت کا ایک بڑا کام یہ ہونا چاہیے۔ کہ

اس کے ذریعہ سے یہ جماعت ترقی کرے۔ گذشتہ ۴۴ سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ممالک افغانستان - ایران - عرب - عراق - مصر - شام - یورپ - امریکہ - افریقہ - سماٹرا - جاوا - ہالینڈ - ترکیستان - چین اور دیگر ممالک میں اس کثرت سے ہوئی ہے۔ کہ جن ممالک میں احمدیت کے نام سے بھی کوئی واقعہ نہ تھا۔ ان میں اب ہزار ہا احمدی موجود ہیں۔ اور احمدی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں۔ اور احمدی مساجد اور تائید احمدیت کے لئے رسائل اور جرائد کسی ایک مختلف زبانوں میں جاری ہو گئے ہیں۔

جذب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جذب اور روحانی کشش عطا فرمایا ہے۔ کہ ان گذشتہ سالوں میں جلسہ پر اور ایام غیر جلسہ میں اس کثرت سے مخلوق آتی ہے۔ کہ ہندوستان بھر کے بڑے شہروں میں بھی کبھی اتنی جماعت کسی اجتماع پر اکٹھی ہوتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔ یہ جذب بغیر نصرت الہی کے کبھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور جلد سالانہ کے علاوہ قریباً تین سو کس روزانہ لشکر خانہ سے کھانا کھانے والے ہوتے ہیں۔ جو حضرت صاحب کے برکات سے فیضیاب ہونے کے واسطے قادیان آتے رہے ہیں۔

فوق العادت قوتیں تمام انبیاء بالخصوص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور خاص بندوں کو دینی خدمات میں کام کرنے کی ایسی طاقت اور قوت عطا کر دیتا ہے۔ جو فوق العادت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہم یہ امر مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ کہ باوجود دائمی علالت کے جس قدر کام آپ تصنیف و تالیف - دعا و عبادت - خطوط نویسی و عطا و تبلیغ - خبر گیری و ہمانان وغیرہ کر لیتے تھے۔ دوسرا اور کوئی شخص اتنا کام نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کی ایسی قوتیں عطا فرمادی ہیں اور آپ کے کاموں میں ایسی برکات رکھ دی ہیں۔ کہ کوئی دوسرا شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ڈیڑھ دو سو خطوط کا روزانہ پڑھنا اور ان سب کے جوابات لکھنا یا لکھانا یا منشی کو جواب لکھنے کے متعلق ہدایات دینا۔ سب نمازیں خود پڑھنا۔ اور خطبہ جمعہ اور نکاح خود پڑھنا اور ان کے علاوہ اپنی عبادت و ریاضات۔ نوافل۔ تہجد وغیرہ کا ادا کرنا۔ کتابیں تصنیف کرنا سلسلے کے انتظامی کاموں کے ہر حصے کی رپورٹ کو سننا اور ان پر مناسب ہدایات کا جاری کرنا۔ باہر سے آنے والے مہمانوں سے ملاقات کرنا اور ان کے سوالات کو سننا اور ان کا جواب دینا

اخبارات کو پڑھنا اور ضروری اور مفید کتابوں کا جو ملک میں شائع ہوں۔ ان کا مطالعہ کرنا۔ تمام کوائف اور سیاسی دنیا سے باخبر رہنا اور حسب ضرورت ان کے متعلق اتنی صحابہ کا اظہار کرنا ضروری مقامات میں لکھنا۔ پھر ان سب باتوں کے ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں اور خاندانی تعلقات کے حقوق کا اظہار کرنا۔ تاکہ یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ اور کئی ایک باتیں ہیں۔ کہ ان کاموں کی خالی فہرست ہی ایک معمولی انسان کی عقل کو حکم دینے کے واسطے کافی ہے۔ چہ جائیکہ ان تمام کاموں کو کر سکے۔ اور اس میں کوئی چڑچڑاپن بھی پیدا نہ ہو۔ بلکہ جب ملے ایسا لباس نظر آئے۔ کہ اس کے چہرہ کو دیکھ کر اوروں کے غم بھی دور ہو جائیں۔

حجۃ اللہ اختلافات میں فیصلہ کرنے کے واسطے بطور حجۃ اللہ کے ہوتے ہیں۔ ایک قطعی اور یقینی راہ مخلوق الہی کو دکھانا دنیا بھر کے بوجھوں کو ہٹا کر دیتے ہیں۔ یہ عظیم الشان کام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور یہی عظیم الشان کام پھر حضرت کے جانشین حضرت خلیفۃ ثانی ایڈلہ کر رہے ہیں عقلی دلائل اور فلسفی براہین بے شک قابل قدر ہیں اور وہ سب اسلام احمدیت کی صداقت میں پیش کی جاسکتے ہیں لیکن دنیا بھر کے مذاہب کے موجودہ پیشواؤں اور لیڈروں میں سے صرف ایک حضرت خلیفۃ ثانی ہی کا وجود ہے جو خدا اسلام صداقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - صداقت احمد مسیح موعود اور اپنی خلافت کی صداقت پر قسم کھانے اور مبالغہ کرنے کے واسطے ہر وقت تیار ہیں۔ اور اس طرح دنیا کو سچائی کے واسطے اور نجات حقیقی کے لئے ایک یقینی راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں

قوت تزکیہ قادیان دین متین کے دو بڑے کام تھے ہیں۔ ایک علم عطا کرنا۔ دوسرا اس علم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دینا (یعنی ہم سب کو یہ علم عطا ہے۔ مگر عمل مشکل ہے۔ چور بھی جانتا ہے۔ کہ چوری بری ہے۔ علم تو ہے مگر عمل کی توفیق نہیں۔ یہ عمل کی توفیق یا تزکیہ نفس خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں کے ساتھ تعلقات اخلاص و محبت کے پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت جس عمدگی اور محنت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ایڈلہ اللہ تعالیٰ نے کر رہے ہیں۔ وہ جماعت کے لئے توفیق عمل سے عیاں ہو رہی ہے۔ غیر احمدی اصحاب بھی ہر جگہ اس امر کے قابل ہیں۔ اور گذشتہ آٹھ ہزار میل کے سفر سیلون و ہند میں ہر جگہ مغزین اور اہل ہائے لوگوں سے جو ملنے کا مجھے اتفاق ہوا میں نے دیکھا۔ کہ ہر جگہ لوگ اس امر کے قابل ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے ممبر اپنے تقویٰ۔ نیکی اور اسلامی خدمات میں عموماً اوروں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ بلکہ بعض نے تو کہا۔ کہ آپ کی جماعت ہی

ایک زندہ جماعت ہے۔ باقی سب مردہ ہو رہے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے۔ حضرت مرشد کی دعا اور توجہ کا۔ ایڈلہ اللہ بصرہ العزیزہ حضرت خلیفۃ المسیح ایڈلہ اللہ تعالیٰ

صائب الرسا کی ہدایات نہ صرف دینی معاملات میں مسلمانوں کے واسطے راہنمائی کا موجب ہو رہی ہیں۔ بلکہ سیاسی میں بھی جو رائے مسلمانوں کو حضرت نے دی۔ گو وقتی ہے۔ جاچوش میں بعض مسلمانوں نے اُسے ناپسند کیا ہو۔ مگر حالات زمانہ سے عبور ہو کر بالآخر سب کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ ہی کی رائے ان معاملات میں صائب اور قابل عملدرآمد تھی۔ ہجرت کے جوش کے وقت مفاہم کی سرگرمیوں میں طرز انتخاب۔ بائیکاٹ غیر ملکی اشیاء۔ سورا جیہ۔ مشدھی خلافت ترک موالات وغیرہ سب امور میں آخر وہی رائے قابل عملدرآمد اور مفید ثابت ہوئی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک اور قلم سے نکلے تھی۔

تمنظ خلیفۃ وقت کے سب سے اہم امور میں سے ایک کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ انتظام کے ساتھ کام کو وابستہ کرتا ہے۔ تاکہ کام کو چلانے اور جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی مشینری تیار ہو جائے۔ جو موسمی تغیرات۔ انفرادی موت و حیات کے تاثرات۔ انفرادی ذوق و شوق کے کم و بیش ہونے کے نتائج سے آزاد ہو کر کام ہمیشہ کے لئے چلتا رہے۔ اور اسی حکمت کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ نے جماعت کی تمام انفرادی مساعی کو حسب نوعیت الگ الگ صیغہ جات کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا عملہ کارکنوں کا تیار کر دیا ہے۔ جو کہ ہمیشہ کام میں مصروف رہتا ہے۔ دعوت و تبلیغ تعلیم و تربیت۔ تالیف و تصنیف۔ طبع و اشاعت تحصیل و اتفاق۔ صنعت و حرفت۔ تعلقات غیر اقوام۔ امور عامہ الغرض ہر شعبہ کار کے لئے الگ الگ محکمات تیار کر لئے ہیں۔ جن کی وجہ سے کسی فرد کی موت و حیات۔ یا کمزوری و دستی کا اصل اور مجموعی مقدار کام پر اثر نہیں پڑ سکتا۔

فخا طلبہ الہیہ اور ثانی انبیاء میں سے ایک چیز مکالمہ و مخاطب سے کسی نبی کے جانشین کے حصہ میں آنا ضروری ہے۔ تاکہ ایک طراس کو اپنے منصب کی صداقت پر بصیرت حاصل ہو۔ اور دوسرے اپنے بارگراں کے اٹھانے میں حوصلہ شکن تکلیف نہ ہو۔ اس نعمت سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈلہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے دافر حصہ بخشا ہے۔ آپ کو رو یا صادق کثرت ہمانی ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سے کلام کرنا ہے۔ اور آپ کو غیب کے امور پر مطلع کرتا ہے۔ اور آپ کی پیش از وقت بتلائی ہوئی اور خبریں اکثر پوری ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ مشاہد حضور کے تمام بزرگ سے اکثر اصحاب میں ہے۔

تکلیف

خلافتِ حقہ کی ایک نشانی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ لیکن ہم دینہم الذی امرتہنی لہم وہ راہ یا سلک جو خلیفہ برحق اختیار کرتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ تکلیف بخشتا ہے۔

مفسد بالادس امور اس تکلیف کی تفصیل میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو عطا فرمائی ہے اور آپ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے جن محققانہ دینی کا اظہار فرمایا۔ آخر کار وہی عقائد دنیا میں راسخ ہو رہے ہیں۔ اور وہی ممکن العمل سمجھے جاتے ہیں۔ غیر احمدی معززین بھی اس امر کے قائل ہیں کہ فی زمانہ اگر تنظیم کسی جماعت میں ہے۔ تو وہ صرف احمدی جماعت ہے۔ سلسلہ دن بدن عروج پر ہے۔ ہر سال کا بجٹ مزید آمد و خرچ پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں مشن پھیل چکے ہیں۔ اور دیگر تہ مشن کھلتے جاتے ہیں۔ ایسی مجلس جماعت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ہاتھ سے ظہور ہو رہی ہے۔ جو دین کی خاطر اپنی جانیں دینے کے واسطے طیار ہے اور دے رہی ہے۔

حضرت مرشد صادق ایدہ اللہ کی صداقت کے دلائل صد روروشن کی طرح اب چمک رہے ہیں۔ بلور نمونہ بدوس امور بیان کئے گئے ہیں۔ جو کسی خلافتِ صادقہ کے لئے بطور برہان نیرہ کے کافی ہیں۔ اور تائید اور نصرت کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مطابق اہام الہی حضرت خلیفہ ثانی حسن و احسان میں اپنے باپ کے پیش میں خوش قسمت ہیں وہ جو بھی نہیں۔ اور مائیں۔ اور محبت و اخلاص میں ترقی کے برکات حاصل کرے۔ راقم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک ادنیٰ خادم محمد صادق معتمد و راجزوری سلالہ

نبوتِ مسیح موعود پر مباحثہ

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۷ء میں ایک نہایت غلط اور مغالطہ دینے والی رپورٹ اس مناظرہ کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ جو راولپنڈی میں ملک غلام حیدر خان صاحب پیشتر تحقیق دار کے مکان پر مباحثہ میں اور غیر مباحثہ میں کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبوت کے مسئلہ پر اردو ستمبر کو ہوا۔ عام طور پر مناظروں کا انجام ایسے طریق پر ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک فریق اپنی فتح اور فریقِ ثانی کی شکست قرار دیا کرتا ہے۔ مگر خلیفۃ اللہ نے دل اور وہ لوگ جو حق کے متکاثری ہوں۔ خوب سمجھا کرتے ہیں۔ کہ حق کس فریق کی طرف

ہے۔ چنانچہ پیغام کے مضمون کے خلاف میں جسے زور سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس مناظرہ کے بعد حاضرین میں سے متعدد اشخاص نے ہمارے پاس اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ قادیانی مناظرے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی تائید میں جو ثبوت پیش کئے تھے۔ ان کے خاطر خواہ جواب دینے سے لاہوری فریق کے مناظر میر مدثر شاہ قطعاً قاصر رہے۔ مثلاً ایک یہ مطالبہ مدت سے میر مدثر شاہ صاحب کے خلاف چلا آتا ہے۔ کہ آپ صلاً حقیقۃ الوحی میں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے آپ کو اس امت میں تیرہ سو سال کے عرصہ میں واحد نبی پیش کیا ہے۔ وہاں لفظ نبی کو اٹھا کر اس کی جگہ محدث کا لفظ رکھیں۔ اور پھر دیانتداری کے ساتھ سوچیں۔ کہ آیا اس طریق پر جو عبارت بنے گی وہ لاہوری فریق کے عقیدہ کی تصدیق کرتی ہے۔ یا اس کو نہایت زور کے ساتھ رد کرتی ہے۔

کیا پیغام صلح کی رپورٹ کے لکھنے والے اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ دورانِ مناظرہ میں یہ مطالبہ نہایت زور اور سختی کے ساتھ کم از کم دو دفعہ پیش نہیں کیا گیا۔ مگر بجز اس کے کہ میر مدثر شاہ صاحب نے اس مطالبہ کو ٹالا۔ اور کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔ ہمارا یہ مطالبہ اب بھی قائم ہے۔ اور ہر ایک انصاف پسند شخص جس کے سامنے یہہ مطالبہ رکھا جائے۔ پکارا اٹھیں گا۔ کہ حقیقۃ الوحی کے صلاً کی عبارت سے صاف اور قطعاً طور پر حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ "محدثیت" کیونکہ اگر اس مقام پر نبوت کا مفہوم محدثیت سمجھا جائے تو اس عبارت سے یہ مطلب نکلیگا۔ کہ اس امت میں حضرت مسیح موعود کے سوا اور کوئی محدث نہیں پیدا ہوا۔ جو بالبد اہت غلط اور فریقین کے مسلمات کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ کیا لاہوری فریق کے پریذیڈنٹ مناظرہ یا دیگر دستخط کنندگان اس بات سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ جولائی ۱۹۱۷ء کے رسالہ اردو ریویو میں سے جس کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب امیر فریق لاہوری تھے۔ جب مندرجہ ذیل اقتباس پڑھ کر سنائے گئے۔ کہ

"اگرچہ سردار صاحب نے بالضراحت اس موجودہ زمانہ کے نبی کا نام نہیں لیا۔ مگر ان کے مضمون پر غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اشارہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح دہمدی موعود کی طرف ہے۔ کیونکہ جو کیفیت سردار صاحب ایک سچے نبی کی بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بالکل حسیباں ہوتی ہے۔ سردار صاحب سچے نبی کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ وہ بڑے

دشوق اور قوت کے ساتھ اعلان کرتا ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔ اور دنیا اس کے مقابل میں مخالفت کا ایک جوش دکھاتی ہے۔ اور نابود کرنا چاہتی ہے۔ مگر وہ بڑے عزم اور استقامت کے ساتھ اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔ آخر کار وہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور اس کے دشمنوں کی ساری کوششیں بے فائدہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ بیان اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل اور اتم طور پر صادق آتا ہے۔ اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک احمدی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے مہماج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام، اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا۔ اگر بده اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح ۲ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فداہ امی و ابی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ اس کا کوئی جواب میر مدثر شاہ صاحب کو جبکہ مولوی محمد علی صاحب کی پوزیشن کے استحقاق کے اور کچھ نہ سوچھ پڑا۔ حالانکہ شرائط مناظرہ میں یہ بات قرار پانچٹی تھی۔ کہ لاہوری فریق کے لئے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی تحریریں حجت ہوں گی۔ ہم اب بھی بیاگ دل کہتے ہیں۔ کہ ان دو حوالوں کا کوئی جواب میر مدثر شاہ صاحب یا ان کے فریق میں سے کوئی اور شخص رکھتے ہوں تو لائیں اور ہمیں دکھائیں۔ ہم اس کے سننے کے شائق ہیں۔ درنہ یاد رکھیں کہ جان بوجھ کر حق کو چھپانا ظلمِ عظیم ہے۔ پھر کیا اس بات سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ کہ اس مجلسِ مناظرہ میں احمدی مناظر نے ان صلفی اعلانات کو بھی پڑھ کر سننا یا تھا۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۱۷ء میں پیغام صلح اخبار میں دو دفعہ شائع ہوئے تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت کو کھلے کھلے الفاظ میں تسلیم کیا گیا تھا۔ ان اہلانوں کے جواب دینے کی طرف بھی میر مدثر شاہ صاحب نے مطلقاً توجہ نہ کی۔

ادرا ب یہ کمال درجہ کی ہوشیاری کی ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح میں اپنی نسخہ کا اعلان چھپو ادیا ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ ممکن ہے میرد نر شاہ صاحب کی بفاظی کا ایسا ہی اثر بعض سامعین پر ہوا ہو۔ جب کہ انہوں نے اخبار پیغام صلح میں ظاہر کیا ہے۔ مگر ہم انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ اگر باتوں کو چھوڑ کر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوت نبوت کی تائید میں پیش کی گئیں۔ کم از کم یہ بتائیں کہ ان تینوں حوالوں کا جواب پر بیان کئے گئے ہیں۔ میرد نر شاہ صاحب نے کیا جواب دیا تھا۔ اور وہ جواب کس طرح تسلی بخش یا فیصلہ کن سمجھا جاسکتا ہے۔

مضمون زیر جواب میں دو ایک اشارے ذاتی طور پر میری طرف بھی کئے گئے ہیں۔ اس کے جواب میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے بیشک بحیثیت پریزیڈنٹ جلسہ ایک تقریر میں لاہوری فریق کے افراد یا ان سے ہمدردی رکھنے والوں کو اس بات پر ڈانٹا تھا۔ کہ دوران منظرہ میں ان کی طرف سے کم از کم تین دفعہ ایسی آوازیں اٹھائی گئی تھیں۔ جن میں جلسہ کے پریزیڈنٹوں پر تقسیم اوقات کے معاملہ میں بے اعتنائی کا اظہار کیا جاتا۔ اور میں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا تھا۔ کہ ایک ایسے چھوٹے سے معاملہ میں بھی مسلمان لوگ اپنے معتدین پر اعتیاد نہیں کر سکتے۔ اور ایک دفعہ جب ہمارے مناظر کوئی بے تعلق بات بیان کرنے لگے تھے۔ تو میں نے انکو ضرور رد کا تھا۔ میں ان ہردو امور میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا۔ ادرا ب بھی ویسا ہی یقین کرتا ہوں۔

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ راول پنڈی پریزیڈنٹ جلسہ مذکورہ بالا

بہترین پیغام تعمیر!

بے شک ہر نبی اپنی امت کا ہمدرد و غمخوار ہوتا ہے۔ مگر جو محبت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے تھی۔ وہ بالکل نرالی اور بے نظیر ہے۔ عام بنی نوع انسان کی فطرت کے علاوہ اپنے متبعین کی دینی و دنیوی بہبودی کے لئے آپ نے جو ان تھک کوششیں فرمائیں اور آستانہ نبوت پر نامیہ فرمایا ہو کہ جو شیعانہ رذیلوں میں منہمک رہے۔ وہ کما حقہ عالم سے جو نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی محبت کا ہی کسٹہ تھا کہ ہم امت کے ناداروں اور غریبوں کی طرف سے آپ نے خود قربانی کر دی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آنحضرت کی امت

سے محبت کا اندازہ کرنے کے لئے آیت لعنات با خلع نفسہ کے لایحکوا مومنین پر غور کیجئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تجھے تو کفار کی بھی اتنی خیر خواہی منظور ہے۔ کہ تو ان کی بہتری۔ بھلائی اور ایمان کے لئے اپنے آپ کو ہلکان کر رہا ہے۔ اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو مومنین سے کس درجہ محبت و پیار تھا۔ کیونکہ دوستوں کو کبھی محروم تو کہہ کر دشمنوں کو نظر داری خود باری تعالیٰ شاہد ہے۔ النسبی اولی بالمومنین من انفسہم۔ کہ یہ نبی مومنین کا ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر قربانی اور خیر خواہ ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک مومن سے کہا گیا۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین (المحدیث) کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اسے باپ بیٹوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک امتی کا جانبین سے وہ رشتہ ہے۔ جس کی نظیر دنیوی رشتوں میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ اس تعلق کو مد نظر رکھتے ہوئے آنحضرت کی جدائی اور مفارقت موت سے زیادہ ہولناک نظر آتی ہے۔ اور آپ کا حادثہ تمام حادثوں سے بھییا کتبہ مگر چونکہ انسانوں کے متعلق خداوند تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ وہ ایک عرصہ کے بعد اپنے احباب و اعزہ سے جدا کئے جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں پر ہمارے سب سے پیارے مطاع نے اپنی موت کے جاگداز واقعہ پر صبر کی تلقین فرمائی۔ وہاں پر امت کے مصیبت زدگان اور وفات یافتہ لوگوں کے پس ماندگان کی تعزیت کے لئے فرمایا۔ تعز و ابی فی مصابکم کہ تم اپنی مصیبت میں میری طرف دیکھ کر تسلی پکڑ کر دو۔ ایک شخص کا کوئی عزیز رشتہ دار فوت ہو جاتا ہے سوچ و غم کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور قریب ہوتا ہے کہ وہ اس کی ہستی کی بنیادوں کو ہلا دے۔ مگر جو نبی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر محبت قول کو یاد کرتا ہے۔ تو بے ساختہ پکار اٹھتا ہے

من شاء بعدک فلیمت فعلیہ ککنت احاسر تیرے بعد کسی کامرنا قابل برداشت نہیں۔ مجھے تو تیرا ہی خطرہ تھا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فوت ہو گئے تو اور کون بچ سکتا ہے۔ یہ تصور انسان کی گوشت و عمارت کا موجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر بڑی مصیبت

چھوٹی مصیبت کے برداشت کی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ اس جامع فقرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور رنگ میں بھی غمزدہ کی تسلی فرمائی ہے۔ قاعدہ ہے۔ کہ کہ اپنے سے زیادہ مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر انسان میں جذبہ شکر و اقتنان پیدا ہوتا ہے۔ تو گویا حضور علیہ السلام ہر مصیبت سے کہتے ہیں۔ کہ میری مصائب پر نظر کر اور پھر میرے صبر و استقلال کو دیکھو۔ اور اپنی مصیبت میں ہر اس پریشانی ہو کر رشتہ صبر کو ہاتھ سے نہ دے۔ یعنی بڑی مصیبت ہے۔ قوم۔ خویش و اقارب کی عداوت بڑی مصیبت ہے۔ بچوں اور بیوی کی وفات سخت مصیبت ہے۔ اسی طرح اور بعض مصائب ہیں۔ جو انسان کو پیش آتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کو ان تمام مصیبتوں سے پالا پڑا۔ مگر آپ ہر قدم پر کوہ ذقار ثابت ہوئے۔ پس آنحضرت کا یہہ پیغام تعزیت ہر دو پہلو سے مومن کی تسلی کا باعث ہے۔ آہ! کیا ہی محبت کا مجسمہ وہ رسول تھا۔ جس نے ہماری مصیبتوں کو درمیان آنکھ سے دیکھا اور اپنی ظاہری غیر حاضری میں شکتہ دلوں کی تسلی کیلئے کیا ہی شفقت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ تعز و ابی فی مصابکم بے تاب و بے قرارت ہو۔ میرا نمونہ تمہارے سامنے ہے۔ مصیبت تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ دے سکے بلکہ خدا کے قرب کا ذریعہ بنے۔ سوچ ہے یہ ہر بلا میں قوم را حق دادہ است زیراں گنج کرم بہادہ است

مگر اور پتلون کے متعلق فتویٰ

حضرت غنیۃ المسیح ثانی ایہ اللہ بنصرہ نے ایک شخص کے اس سوال پر کہ کیا اسلام بکر اور پتلون وغیرہ لباس کی اجازت دیتا ہے؟ جو جواب فرمایا۔ اسے عام لوگوں کی آگاہی کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ پتلون مشرمانا جائز نہیں ہے۔ ہاں قومی اطلاق کو دوسری اقوام کا لباس اختیار کرنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ مگر بڑے آدمی کو عام طور پر پہنی کر وہ ہے۔ کہ کھٹے رنگے رہتے ہیں لیکن بچوں کیلئے مفید ہے۔ جو انوں کیلئے جب ضرورت ہو جائز ہے جیسے کھیلوں میں۔ فوج میں یا ایسے ہی موقعوں پر جب دوڑنے وغیرہ کا کام ہو تو خاکسار بوسلف علی پر ایویٹ سگری

مسلم خواتین سے

شیخ العام الحق صاحب کاتب آریوں کو چیلنج

میری مسلم بہنوں! جب اپنے افضل میں کسی گندہ دہن دشمن کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پڑھے ہونگے کہ "سنو رات کو زیورات بہت مرغوب ہوتے ہیں۔ مسلم عورتوں کے ایمان زبور دکھا کر اچک لو تو یقیناً اپنے صد ہزار لذت و لطفین اس پر بھی ہوگی۔ مگر پیاری بہنو۔ یہ بد شکار محذور و مجبور ہیں۔ ان کو اسلام ایسے در بے بہا کا علم نہیں۔ انہیں اس نکلینے عالم کتاب کا پتہ نہیں۔ وہ اس نثرینہ لا محدود کو نہیں پہچانتے۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ ان کو کیا خبر کہ اسلام کیسی فیروزہ ہے۔ وہ کور کیا جائیں۔ کہ اس انمول موتی کے سامنے دنیا کی بادشاہتیں بھی ایک ذرہ برابر حقیقت نہیں رکھتیں۔

وہ اس سے بے خبر ہیں۔ کہ جب ہمارے سامنے پیارے اسلام کے نام و قیام کا سوال آجاتا ہے۔ تو ایسے سینکڑوں زیورات ہم ان کی آن میں اس نام پر قربان کر دیتی ہیں۔ جب ہمارے آقائے نامدار کی عزت و صداقت کا سوال ہوتا ہے۔ تو اس پیارے مقدس نام کے سامنے ہمیں ہفت کشتیوں پر معلوم ہوتی ہیں۔ چہ جائیکہ ان سنہری سکوں کی کوئی قدر ہماری نگاہوں میں ہو۔ ان بیشک میری بہنو۔ آپ ایسی عبور ہستیوں کو سخت غصہ آیا ہوگا جب اس دریدہ دہن کے یہ الفاظ پڑھے ہونگے۔ کہ "مسلمانوں کا یہی کمزور پہلو ہے۔ اس پر حملہ کرو۔"

مگر میری بہنو۔ اس نے اپنے اوپر قیاس کیا اپنے گریبان میں جو کچھ نظر آیا۔ وہی دوسروں کو سمجھا۔ اب اٹھو۔ اور ان ناموں پر واضح کر دو کہ یہ تمہاری کج بینی ہے۔ کہ تم نے ہم کو کمزور سمجھا۔ ہم تو اپنے دین و دنیا اور نادی برحق کے معاملہ میں فولاد سے بڑھکر مضبوط ہیں۔ ہمارا سرمایہ بیسچا دین اور پھر اس پر یقین و ایمان ہے۔ ہمارا متاع اپنے اداوی سے الفت و محبت اور خلوص و عقیدت ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہمیں نیوی کسی شے کی حاجت نہیں۔ اس ہتک کان سے بدلہ لو۔ اور وہ اس طرح کہ دام و درم سے قول و فعل سے جان و مال سے۔ زبان و قلم سے اشاعت اسلام میں لگ جاؤ۔ اپنی غافل بہنو کو بیدار کرو۔ ایسی سرگرمی سے میدان عمل میں نکلو اور اسلام کی الفت سے اس طرح رشاد ہو جاؤ کہ ساری دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ لو۔ چار سو دنیا شرک کی جگہ چین اسلام نظر آنے لگے۔ انہوں نے اپنی دیولوں پر قیاس کر کے نکلے نہیں سمجھا۔ اور لالچ کے ٹیلے جبار ہے ہیں۔ پس تم انکی طامع دیولوں کو اس گھینے کا پتہ دو۔ اور اس دولت لذت سے مطلع کرو۔ اور اس طرح انکو دلہندہ گوش اسلام کرو۔ پس میری مسلم بہنو! شیطان کی اس خری مگر سخت جنگ کے مقابلہ کیلئے اٹھ کھڑی ہو۔ یہ بہت دکوشش اور پورے اور تمہاری عمل گریزی وقت (امتہ العظیمہ بیگم از ما نڈے)

میرے اخبار بین بھائیوں کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ مجھے ایک کافی عرصہ سے کفر نوازی اور گمراہی کے بعد خداوند کریم نے ہدایت بخشی اور میں نے کافی سوچ و بچار اور مطالعہ کے بعد ۶ جنوری کو جامع مسجد دہلی میں اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ خبر آریہ سماجی حلقوں میں پہنچی۔ تو ایک تملکہ مچ گیا۔ اور چاروں طرف ماتم ہونے لگا۔ اخبار "تیج" دہلی نے آریوں کے تیج و غم کو ہلکا کرنے اور دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ایک نہایت مکر وہ اور غیر شریفانہ حرکت کی ہے۔ اس نے اپنی ۹۔ جنوری ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں صفحہ نمبر ۶ پر ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ میں درحقیقت آریہ سماجی نہ تھا۔ بلکہ احمدی جماعت کا ایک آدمی تھا۔ اور در پردہ انہی کا کام کرتا رہا ہوں۔ یہ ایک نہایت شرمناک غلط بیانی ہے۔ میں نے سچے دل سے دیکھ کر حرم قبول کیا تھا۔ اور نہایت ہی مخدصانہ طریق پر آریہ سماج کی خدمت کی۔ لیکن جب مجھ پر دیکھ کر حرم کی خامیاں اور آریہ سماجیوں کی بیوقوفیاں ظاہر ہوئیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کا پتہ چلا۔ تو میں دیکھ کر حرم کو خیر باد کہہ کر مسلمان ہو گیا۔ میرا احمدی جماعت یا احمدیوں سے سوائے مناظرانہ رنگ کی گفتگو اور خط و کتابت کے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں "تیج" اور تمام آریہ سماجیوں اور نوآریوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ان کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ "تیج" نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کئی نو آریوں نے مجھ پر سنہری خیز الزامات عائد کئے تھے۔ کیا وہ عائد کردہ الزامات اور ان نو آریوں کے نام بتائے گا۔ میں لالہ دلش بندھو اینڈ کو کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی عادت ستمہ کے مطابق بے بنیاد باتیں شائع کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ یہ اعلان ان آریوں اور ہندوؤں کو جن سے اشدھی کے کام کے لئے چندہ بٹورا جاتا ہے۔ دھوکا دینے کے لئے شائع کیا ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ ہڈت سستی دیو جی کے قبول اسلام نے ان اشدھی بازوں کے کیپ میں صعلی مچا دی تھی۔ اب اور یہ نئی آفت آن پڑی۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ آریہ سماجی آج تک نہ کسی پڑھے لکھے شریف آدمی کو جذب کر سکیں اور نہ آئندہ کر سکیں گے۔

"تیج" نے ہندوؤں اور آریوں کو یہ بھی نصیحت کی ہے کہ میرے قبول اسلام کی وجہ سے کسی کو تیج نہ کرنا چاہیے۔ بہتر ہوتا کہ وہ اس نصیحت کرنے سے پہلے نیا بازار کی اس صفی ماتم کی طرف بھی دیکھ لیتا۔ جو میرے قبول اسلام کی خبر سن کر بچھ گئی ہے خیر آریہ سماجیوں کو بدحواس نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ

اس قسم کا ماتم ان کو بار بار کرتا پڑے۔ میں ایک بار پھر آریہ سماجیوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ میرا احمدیہ جماعت سے کسی قسم کا تعلق تھا۔ آخر پر میں اپنے دوست لالہ دلش بندھو کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ذرا سوچ سمجھ کر میرے متعلق اس قسم کی فضول اور بے بنیاد باتیں لکھیں۔ اگر میں نے ان کے جواب میں لالہ جی کے صحیح پورٹ کنندہ حالاً پہلک کے سامنے رکھے تو وہ وقت ان کے لئے زیادہ خوشگوار نہ ہوگا۔

مجھ ایک نو مسلم کے خلاف "تیج" نے جو ایک بے بنیاد بات لکھی ہے۔ اس سے میرے مسلمان بھائیوں کو ضرور تیج ہوا ہوگا لیکن اس سے کسی مسلمان کو افسوس نہ ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دینی چاہیے۔ کیونکہ اس قسم کی شرمناک کارروائیاں کرنا آریہ سماجیوں کا اور خاصکر "تیج" کا ہمیشہ مشیورہ نام ہے۔ شیخ محمد الغام الحق سابق مہاشہ پریم چند۔ رکن ادارت اخبار "تیج" دس سیکرٹری نو آریہ کانفرنس۔ دہلی۔

کیا "تیج" جواب دیگا؟

میرے قبول اسلام کے بعد اخبار "تیج" نے میرے متعلق ایک اعلان شائع کر کے مجھ پر یہ بہتان لگایا ہے۔ کہ میں نے دل سے دیکھ کر حرم قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ احمدیہ جماعت کا آدمی تھا۔ اور در پردہ اس کا ہی کام کرتا رہا ہوں۔ اس کا جواب میں اخبار "الامان" دہلی کی ۱۱۔ جنوری کی اشاعت میں بھی دے چکا ہوں۔ میں نے "تیج" اور تمام آریوں اور نو آریوں کو چیلنج کیا تھا۔ کہ اگر ان کے پاس اس بات کے ثبوت میں کوئی دلیل ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ لیکن باوجود کافی دن گذر جانے کے "تیج" اور تمام آریہ سماجی خاموش ہیں۔ میں ایک بار پھر چیلنج کرتا ہوں۔ کہ میرا احمدی بھائیوں سے سوائے مناظرانہ رنگ کی گفتگو اور خط و کتابت کے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا اگر لالہ دلش بندھو اینڈ کو کے پاس اپنے اعلان کے ثبوت میں کوئی دلیل ہے۔ تو وہ ایک ہفتہ کے اندر پیش کریں۔ ورنہ میں یہ کہنے اور دنیا کا ہر ایک انصاف پسند شخص یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوگا۔ کہ "تیج" نے یہ اعلان محض جماعت احمدیہ اور مجھے بدنام کرنے کے لئے کیا تھا۔ جو درحقیقت ایک نہایت ہی شرمناک اور ذلیل فعل ہے۔

د شیخ محمد الغام الحق سابق مہاشہ پریم چند ہوشیار پوری سابق سیکرٹری نو آریہ کانفرنس و نائب مدیر اخبار "تیج" دہلی

سند انجیر تک کلج سکھ سندھ

میں قلبی عرصہ میں اور سیر اور سب اور سیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل صاحب پراسیکٹس طلب فرمائیے۔

ضرورت ہے۔

ایسے مڈل ڈائمنٹس طلباء کی جو کہ ریلوے و محکمہ نہرو وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات دوائے کا ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

شین سیویاں کیلئے ایجنٹوں کی ضرورت

میں اپنی مقبول عام شین سیویاں کی فروخت کیلئے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ شرط کھسکڑے ہو سکتی ہیں۔ قیمت شین کلاں (۲۰ سلج قطر) صرف (۱۰۰ روپے) شین خورد (۱۰۰ روپے) اہم تجربہ کار ایجنٹوں کو سواڑن شینٹری احمدیہ پبلڈنگ بٹالہ پنجاب

اکسیر البیدن جسمہ (اشتمالات)

جملہ جسمانی ذمہ داریوں کو ایک ہی علاج ہے۔ دل میں نئی انگ انگلیاں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اپنی ختم ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے یا پونے چھ روپے۔ پارسل کوک پتھر لکھتے ہیں کہ میں نے اکسیر البیدن کو بے حد مفید پایا۔ اس کا اثری سب مقوی اور دیات سے آج تک جس قدر میں نے نہیں افضل ہے۔

موتی سرمہ جسمہ

اکسیر ہے جو اسے اپنا معمول بنائیں گے۔ انشاء اللہ ہر کسب کی ان کی انہیں خوب بہتری جو لوگ جو ان میں اس کا استعمال کرتے رہیں گے۔ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولد دو روپے آٹھ آنے سید اختر الدین صاحب ایڈیٹور لکھنؤ سے لکھتے ہیں کہ آپ کا سرمہ میرے ایک بیٹے کی آنکھوں کے لئے جو بوچھک خواب ہو گئی تھی بے حد مفید ثابت ہوا۔ ایک تولد اور بدبو دی پی بھجیں۔

موتی دانت پودا

ہے۔ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکانا اور بدبو دہن کو دور کر کے ہولوں کی سی ہلک پیدا کرنا قیمت فی تولد ایک روپے مولوی محمد الدین صاحب نے نیر ہائی سکول قادیاں لکھتے ہیں کہ میں نے یہ پودا استعمال کیا بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو صاف رکھنے کے یہ سٹونوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ ہر سردی اور دیات اکھی ملگوانے والوں کے لئے محصول ڈاک معاً

جمائل شریف کی قیمت میں خاص قیمت

مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں۔ یسنا القرآن کی طرز پر سب سے پہلی جمائل شریف زرد اور سفید کاغذ پر چھپی ہوئی میرے پاس ہے۔ میں نے اس کی قیمت بجائے مبلغ دو روپے کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے۔ جمائل شریف نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ بوڑھے و بچے اس کو بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔

منشی محمد ابراہیم قادیاں

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جڈوں کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا میہ ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (پتھر)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جائے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور موندہ خوشبودار ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ روپے

تریاق زعفرانی

امراض ذہنی کیلئے ہمہ صفت موصوف ہے۔ اعضاء رئیسہ کی کمزوری کیلئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر جھکا آتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ نہایت مفید اور آرام بخور ہے۔ کاموجب ہو گا۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ

نظم جان عجب اللہ جان معین الصحت قادیان

چھپ گئے! چھپ گئے! چھپ گئے! چھپ گئے! چھپ گئے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسب دستور سابق اس دفعہ بھی ایک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے سندھ ذیل نہایت ہی مفید اور عجیب غریب علمی دروہاتی تحفے بصر صرف زر کثیر تیار ہونے ہیں۔ جن کو خریدنا اور ان سے مستفید ہونا ہر ایک احمدی پر لازم و واجب ہے۔

ایک ششماہی سیدنا حضرت فضل عمر کا وہ حرکتہ الٹا لیکچر ہے جو ایک کثیر رقم کے سامنے شہد کی بلند چوٹیوں پر دیا گیا جن میں سلاوا کی انفرادی اور قومی ذمہ داریوں پر نہایت ہی دلآویز بیانیہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حالات حاضرہ پر بحث کرتے ہوئے جہاں لوگوں کو ان کے حقیقی فرائض سے آگاہ کیا گیا ہے۔ وہاں وہ راہیں بھی بتلائی ہیں جن پر چکر وہ ملک میں عزت اور خوشحالی اور عزت و بزرگی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ ہم دعوت سے کہہ سکتے ہیں کہ جس خولہ و قوتی اور جامعیت کے ساتھ حضرت اقدس نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ اپنی آپ ہی چیز ہے جن لوگوں کو ملک و قوم سے سچی لگت ہے۔ ان کو اس کا مطالعہ کرنا اس قدر ضروری ہے۔ قیمت صرف ۳۰

تاریخ مسجد لندن

مؤلفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی۔ یہ ڈیڑھ گزرقینت ہے۔ اس میں قابل تصنیف نے جہاں جہاں مشن لندن کا آغاز اس کی تبلیغی سرگرمیاں بہترین نتائج اور اس کا غیر مسلم حلقے سے شاندار خراج تکمیل حاصل کرنے کا مفصل ذکر کیا ہے۔ وہاں مسجد لندن کی بھی مکمل تاریخ تصنیف فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ کس طرح مرکز نشیبت میں ایک خدا کا نام بلند کرنے کیلئے مسجد کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا۔ اور پھر کن حالات میں اس کے لئے پچندہ کی اپیل کی گئی اور پھر کس طرح جوش و اخلاص سے امید سے زیادہ رقم جمع ہو گئی اور پھر کس طرح اس جمع شدہ رقم میں خدا کے حیدر سے برکت ڈالی اور کچھ بچنے کی بدولت اصل سے بھی ڈیڑھ گزرقینت سے زیادہ رقم جمع ہو گیا۔ اور اس رقم سے کس طرح خرچ کیا گیا اور آخر میں ایک نہایت ہی بارونق اور موثر مقام پر خدا کے ذکر کو بلند کرنے کیلئے ایک شاندار مسجد تعمیر ہو گئی اسی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کا بارہ حماروں کے ساتھ لندن جانا کا تذکرہ مذہب میں مضمون سنانا مضمون کی قبولیت۔ فیردن کا خراج تکمیل لندن اخبارات کا مہر روانہ رومیہ اور حضرت اقدس کے درود سو اور وہاں کی شاندار کامیابی کا بالتفصیل ذکر۔ پھر مسجد کے سنگ بنیاد پر شاندار اجتماع۔ بڑے بڑے لوگوں کا ہجوم۔ لندن کے بڑے بڑے اخبارات کا رپورٹ۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہر موقع کی تصاویر شائع کرنا۔ اس کے بعد مسجد لندن کے افتتاح کی تقریب کا بھی تفصیل وار ذکر کیا گیا ہے۔ اور ہر موقع کے فوٹو بھی ساتھ ہی لئے گئے ہیں۔ اور ان تمام بڑے بڑے اخبارات کی آراء بھی جمع کی گئی ہیں۔ جو اس مہم بالمشکل اجتماع کے موقع پر شائع ہوئیں۔

الغرض یہ تصنیف اپنے اندر بہت سی دلچسپیوں کو لئے ہوئے ملنے کا پتہ

ہے۔ جو صرف دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حجم ۲۰ صفحے ہے نایید تختی بڑی تیس نہایت ہی دلآویز اور بہترین دلآویز طرز کے نو کپڑے کی سنہری جلد اور اس پر مسجد کا سنہری نقشہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی بھی دیدہ زیب بہترین اور پرکشش ہے قیمت ہر جلد ۱۰ جلد ۱۰ ہمارا خدا! یہ ضروری اور مفید تصنیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے ازکار عالیہ کا تیسرا ہے اس میں صاحب دعوت نے جہاں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات پر اسلامی نقطہ نگاہ سے پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ وہاں ان تمام ادب و وسوسوں کا بھی کما حقہ ازالہ فرمایا ہے۔ جو نئی روشنی کے ذراؤں کو مرعوب کئے ہوئے ہیں۔ مضمون جس قدر ادرق اور مشکل ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر حضرت مصنف کا کمال یہ ہے کہ جس بات کو بھی لیا ہے۔ اُسے ایسے سادہ اور عام فہم طرز پر ثابت کیا ہے کہ معمولی استعداد کا آدمی بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ لے۔ امید ہے کہ دوست اس نہایت ہی ضروری اور مفید تصنیف کو حاصل کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ کیونکہ فی زمانہ جس قدر اس مضمون کی ضرورت ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اسی لئے ہر ایک خدا پرست کو نہ صرف خود اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ان میں بیان کی گئی باتوں سے ان لوگوں کو بھی واقف کرنا چاہیے۔ جو علم و عرفان کی کمی یا مغربی فلسفہ سے متاثر ہو کر اپنے خالق و مالک سے دور ہو رہے ہیں۔ حجم تقریباً پونے دو سو صفحہ اور لکھائی و چھپائی اور کاغذ بھی بہترین قسم کا لگایا ہے۔ قیمت ہر جلد ۱۰ جلد ۱۰

سیرت المہدی حصہ دوم

مؤلفہ میر بھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تالیف ہے۔ جنہوں نے اس لطیف اور ایمان پرورد کتاب کا پہلا حصہ پڑھا ہے۔ وہ تو حصہ دوم کے لئے مدت سے بیقرار ہونگے ہی۔ مگر جنہوں نے ابھی تک اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ انہیں ہم بتلادینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ اپنے مطہر و محبوب کے حالات زندگی اور ان کے صحابہ کے عرفان پر در واقعات سے واقف ہونے کے خواہشمند ہیں تو اس کا ضروری مطالعہ کریں۔ کیونکہ اس میں نہایت ہی محنت و کوشش اور کاوش کے بعد خود چشم دید گواہوں کی عینی شہادتیں اور بیانات انہی کے لفظوں میں جمع کئے گئے ہیں۔ جو ایسے دلآویز اور پرورد اور عرفان و ایقان کو بڑھانے والے ہیں۔ کہ باند و شاہد یہی نہیں ہیں میں حصہ اول کی بعض آیات پر وارد شدہ اعتراضوں کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ پہلی جلد کی چند محتاج تشریح روایات کو دوسرے راولوں کے

بیانات سے واضح بھی کیا گیا ہے۔ اس کا حجم بھی تقریباً دو سو صفحوں پر مبنی بڑی کاغذ لکھائی۔ لکھائی چھپائی بہترین قیمت ہر جلد ۱۰ جلد ۱۰ سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات { یہ ضروری اور نہایت مفید دعوت و تبلیغ کی زیر نگرانی تصنیف کی گئی ہے۔ اس میں ان تمام کاموں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو خدمات اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ جو سلسلہ احمدیہ کے ارشاد و بیانات کی تشریح اور شہادتوں سے بھی اس امر کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ اسلام کی حقیقی خدمت کرنا وہی ہے جو جماعت ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ جسے احمدی جماعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کرے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ جن لوگوں کو نادانی کے باعث کافر اور کمن اسلام بتایا جاتا ہے۔ صحیح مضمون میں ہی مومن اور خادم اسلام ہیں اور انہی کی مبارک اور جان فرود مشائخ کو ششوں کی بدولت اسلام کی عظمت قائم ہو رہی ہے۔ اس میں سلسلہ کے جن کاموں اور کوششوں کا ذکر ہے۔ ان کا اس جگہ دوسرا نہایت ہی تفصیل کو چاہتا ہے۔ جو شکل ہر اس لئے یہاں صرف ہی لکنا کافی ہو گا۔ کہ اس طرز کی ایک کتاب بھی آج تک شائع نہیں ہوئی۔ احباب اسے پڑھیں گے۔ تو انہیں معلوم ہو گا۔ کہ یہ تبلیغی کاموں میں کس قدر مفید اور موثر ہو سکتی ہے۔ حجم ۸۸ صفحہ۔ قیمت ہر

اسباق القرآن حصہ سوم

مؤلفہ سید زین العابدین دلی اللہ شاہ صاحب۔ یہی وہ مفید تصنیف ہے جس کو اگر غور سے پڑھ لیا جائے۔ اور اس میں بیان کئے گئے مطالب اور قواعد کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ تو پھر بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف با ترجمہ پڑھا جاسکتا ہے۔ قیمت حصہ اول ۸- حصہ دوم ۱۲- حصہ سوم ۱۲-

سلسلہ تربیت ترویج اصول ید

اس سلسلہ کے ابھی چھ کی بنیاد کی مسانت اور معقولیت کیلئے خود آریہ علاج کی سلسلہ کتابوں کی بنا پر ہی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ دنیا میں لعمریہ بتایا جاتا ہے۔ انہی گمان نہیں۔ بلکہ مختلف روشنیوں کی تصنیف ہیں۔ چھ کی قیمت ہر اور جو لوگ تقسیم کرنا چاہیں۔ انہیں ۱۲ فی سینکڑہ کے حساب سے لیں گے علاوہ اس میں رجسٹرڈ کتاب بھی موجود ہیں ابتر ذیل قرآن مجید شہادت عرفانی کا۔ سیرت مسیح و عوہ و عہد حضرت عرفانی حصہ اول ۱۰- حصہ دوم ۱۰- حصہ سوم ۱۰- حیات ناصر ۱۰- جان پور ۱۰+

ایک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

گوڈ سہا پورہ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ نیو یارک اور دھاریوال کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ مزدوروں کا مطالبہ ہے کہ کام کے اوقات میں تحقیق کی جائے اور مزدوری بارہ آنہ کی جائے۔ پنجاب میں دھاریوال کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ ہڑتال کرنے والوں کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ ہڑتال کرنے والوں کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ ہڑتال کرنے والوں کی تعداد ۱۰۰ ہے۔

۱۲۔ دہلی سے ایک بے الزام سپریمڈالت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ریوے کی عمارتوں میں بھیک مانگ رہے تھے۔

سر سیکم ہیلی گورنر پنجاب کے متعلق اس بات کا یہی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ وہ اسی سال رخصت پر جائیں گے۔ لیکن اس کا امکان ضرور ہے کہ اگر آپ رخصت پر گئے۔ تو آپ کی جگہ سر جعفر سے دی سونٹ مورسی کام کریں گے۔

نئی دہلی۔ ۱۶۔ جنوری۔ دہلی کے مشہور بیروٹریٹر آصف علی کی نسبت نئی نال کے مسٹر دویندر ناتھ گنگوہی کی دسترس گنگوہی کے ساتھ قرار پائی ہے۔ شادی تین ہفتے کے اندر اندر بمقام دہلی سول میجر ایچٹ کے ماتحت رچائی جائے گی۔

بنارس۔ ۱۷۔ جنوری۔ آج پولیس نے دو پاپیہ روڈ پر گاندھی آشرم کی تلاشی لی۔ کچھ خطوط اپنے قبضے میں کر لئے اور آشرم کے ہتھیار چنپڑ کو گرفتار کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تلاشی بنارس کے ایک پولیس افسر کے قتل کے سلسلے میں لی گئی ہے۔

پٹنہ اور شہر کے ریوے سٹیشن پر دو من چرس کے چار پائل لادھیانہ کے کسی رام سنگھ اکالی کے نام لپی کرتے وقت گرفتار کیا گیا ہے۔

بنارس۔ ۱۷۔ جنوری۔ پنڈت مالویہ جی نے پولیس کے نمائندہ کو دوران ملاقات میں بتایا کہ اگر شاہی کمیشن کا بائیکاٹ کامیاب ہو گیا۔ تو اس صورت میں ہندوستان اس قابل ہو جائیگا۔ کہ ۱۹۳۷ء میں سورا جیہ حاصل کر سکے۔

بھوپال۔ ۱۶۔ جنوری۔ فوٹو نیشنل اخبار نے انجمنی کی صاحبزادی اور دلہے بھوپال کی برادرزادی نورجہاں بیگم عرصہ دراز کی مخالفت کے بعد جنوری کے پہلے ہفتے میں رگھویر رائے عالم جاودانی ہو گئیں۔

دہلی۔ ۱۷۔ جنوری۔ کل مسٹر لیسوس سٹی ججریٹ کی عدالت میں ایک راجن صاحبوں سازوں کا اس جرم میں جان

مالک غیر کی خبریں

لہرہ۔ ۱۶۔ جنوری۔ سفر ضد دانی حملہ آوروں کے خلاف عراق سے ہوائی تاخت و تاراج شروع کر دی ہے۔

کلدانیوں کے شہر سے میں اس مہم کا مرکز بن گیا ہے۔ ہوائی جہاز ہر روز صبح پانچ بجے پرواز کرتے اور گولے پھینکتے ہیں اور باغیوں کے رہنما بیصل الدین کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ جس گاؤں میں ان کا مکان ہے۔ اس کی نسبت اطلاع موصول ہوتی ہے۔ کہ لوگ اسے خالی کر گئے ہیں۔ جب جہاز اتار پونچھے۔ تو وہاں ایک تنفس بھی موجود نہ تھا۔

۱۵۔ جنوری۔ سر ٹامس مارڈی مشہور ماہر کی وفات پر متوفی کے لئے دو قبریں تجویز کی گئی ہیں۔ لیٹ فٹنر لیبے میں آپ کا جسم مدفون ہونا قرار پایا۔ اور متوفی کی وصیت کے مطابق آپ کا دل سٹین فورڈ کے گرجا میں اپنے بزرگوں اور سابقہ سبھی کی قبروں کے پاس دفن کیا گیا۔

دہلی آئیٹا۔ ۱۶۔ جنوری۔ حادثہ سینیا میں شدید قحط پراہونے سے وہاں کے باشندے سینکڑوں کی تعداد میں گھر بار چھوڑ کر دیگر علاقہ جات کو نقل مکان کر رہے ہیں بعض فاقہ کش کسان ایشیا خوردنی کے لئے ارد گرد دیہات میں لوٹ کر رہے ہیں۔

نیویارک۔ ۱۶۔ جنوری۔ مادر منہ کی مصنف مس کیتھرین میونے اخبار لبرٹی میں مہاتا گاندھی کے اعترافات کے جوابات دے رہے ہیں۔ کہ مہاتما جی کے الزامات بالکل غلط ہیں۔ میرے پاس وہ دستاویزیں موجود ہیں۔ جن میں مہاتما جی نے خود میرے بیانات کی تصدیق کی ہے۔

پیرس۔ ۱۳۔ جنوری۔ شہزادہ اسمیل دیہد پورس کی وفات پر پیرس کے اخبارات میں عجیب و غریب خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ پہلے ایک عرب لڑکی شہزادہ پر جا دو کرنے کے جرم میں گرفتار کی گئی تھی اور اس کو در سے لگانے کی سزا کا ختم ہوا تھا۔ لیکن اپیل میں بری کر دی گئی۔ اس موت کا باعث بھی اسی لڑکی کو خیال کیا جاتا ہے۔

دہلی۔ ۱۴۔ جنوری۔ یوگوسلافیہ کے علاقہ میں میری برون نام ایک نوجوان لڑکی نے۔ کاپچی کے گورنر ویسیر پر ملک کو کل گولی مار دی۔

شنگھائی۔ ۱۳۔ جنوری۔ ۲۲۔ دیکھو کو دس اطالوی چینی پادری اور راہب عورتوں کی جماعت کو انٹر ایکوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ آج برطانوی تباہ کن جہاز سر فٹن ان کو مارا گیا۔

ہوا کے انمول سے صابری سازی کے لئے ٹینس حاصل نہیں کیا عدالت سے تمام ترمیموں پر تین تین روپے کا جرمانہ کیا۔

۱۵۔ جنوری۔ پنجاب کونسل کا دو ماہ اجلاس جو ۱۵ نومبر کو خیر پور میں منعقد ہونے لگتا تھا۔ بنایا۔ ۲۰۔ جنوری۔ شنگھائی دارالامان کونسل میں منعقد ہو گا۔

۲۔ جنوری۔ گورنر پنجاب منہ و بھیا کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ ایک نفر ٹینس منعقد کی جائے۔ جس میں اس کا ٹینس کی قرارداد مفاہمت اور سائمن کمیشن کے متعلق غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

لاہور۔ ۱۷۔ جنوری۔ حفرہ میں زمانہ ہسپتال کی افتتاحی رسم ادا کرتے ہوئے گورنر صاحب نے اپنے جوابی خطاب میں فرمایا۔ کہ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے۔ کہ وزارت لوکل سیلف گورنمنٹ نے اب قطعی طور پر یہ پالیسی اختیار کر لی ہے۔ کہ ہر ایک ضلع میں ایک زمانہ ہسپتال ہونا چاہئے۔ اور ہر ایک تحصیل ہسپتال میں ایک زمانہ میسکشن۔

لاہور۔ ۱۸۔ جنوری۔ آج اختر علی خاں صاحب ایڈیٹر ڈیپارٹمنٹ اخبار زمیندار کی گرفتاری زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری مسلمان اور تجارت وغیرہ مختلف مضامین شائع کرنے کے الزام میں قتل میں لالی گئی ہے۔ مسٹر ٹکسن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بورسٹل جیل میں آپ کو پھینک دیا۔

ہزار روپیہ کی دو ضمانتوں اور پچاس ہزار روپیہ کے ذاتی چیک پر رہا کیا ہے۔ ضمانتیں ڈاکٹر محمد عالم صاحب اور مولوی نور الحق پر وپرائیز مسلم اوٹ لکھنے دی ہیں۔

موشیار پور۔ ۱۷۔ جنوری۔ سردار ہر بخش سنگھ بیرٹرا جبر کونسل نے مہاراجہ اندور کو ذیل کا تارا ارسال کیا ہے۔

مہاراجہ سے حقیقی ہمدردی کے طور پر میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ آپ کا بواہ سکھ آئند میرج ایچٹ کی رُو سے جائز ہے آپ براہ مہربانی سچ دھاری شکل سے سکھ دھرم کو قبول کر لیں۔ اور جیسے کیس نہ رکھیں۔ امر اور راہ جاؤں کے درمیان ایسی نظائر مل سکتی ہیں۔

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم طہران منظر ہے۔ کہ ایک امریکن سکول محض اس وجہ سے بند ہو گیا۔ کہ اسے حکومت ایران کی طرف سے قرآن کی تعلیم کو بھی درسیت میں شامل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مشنری سکول نے ایسا کرنے اذکار کر دیا۔